رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دار الامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹

خلافت لائبریری مملوکہ
تاریخ آمد
نمبر

فاروق

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

انڈیا سے باہر پانچ پیسہ (۵)

جلد ۱۵ | قادیان مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۳۰ء مطابق ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ | نمبر (۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

(۲) ۷ اپریل کو مستری فضل کریم کو پولیس زیر دفعہ ۱۵۳/۲۹۲ تعزیرات ہند بٹالہ سے گرفتار کر کے قادیان لائی۔ اور اسکے دونوں بیٹے مستری عبد الکریم و زاہد روپوش ہو گئے۔ جن کو اگلے دن امرت سر سے گرفتار کر کے بٹالہ لائی۔ اور تینوں ضمانت پر رہا کئے گئے۔ چالان پولیس مرتب کر رہی ہے۔

(۳) ۸ اپریل کو بموجودگی مستری فضل کریم گرفتار شدہ پولیس نے مستریوں کے مکان واقعہ قادیان کی تلاشی لی۔ جس میں بہت سے کاغذات پولیس نے اپنے قبضہ میں کر لئے۔

(۴) بٹالہ میں سناب المسلمین کے غنڈوں نے مستریوں کا ایک جلوس نکالا۔ اور راستہ میں پریسیڈنٹ انجمن احمدیہ بٹالہ شیخ عبد الرشید صاحب کے مکان میں مجرمانہ مداخلت کر کے قاتلانہ حملہ کیا۔ اور ان کو نقصان پہنچایا۔ پولیس نے ان بدمعاشوں میں سے پانچ کو گرفتار کر لیا ہے۔ باقی گرفتار ہونے والے ہیں۔ اور ضمانت کسی کی نہیں ہوئی۔ مقدمہ زیر تفتیش ہے۔

(۵) ۱۱ اپریل کو خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس کمیشن کی رپورٹ پر جو منافقین کی تحقیقات کے لئے بٹھائی گئی تھی۔ بعد ثبوت الزامات و اطمینان کلی تین شخصوں کو اپنی جماعت سے خارج کر کے اعلان کر دیا۔ کہ ان کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ اور وہ تین شخص یہ ہیں:۔

(۱) شیخ فتح محمد منیجر سٹور قادیان

(۲) عبد العزیز پسر منشی عبد الکریم نابینا

(۳) دختر منشی عبد الکریم نابینا۔

لہذا یہ تمام احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ ان کے کسی فعل و قول کی جماعت احمدیہ قادیان اور وابستگان خلافت پر آئندہ کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ اور نہ ان سے سابقین کا کوئی تعلق ہے۔

(۶) اسی خطبہ میں حضور ایدہ اللہ نے تمام علماء حاضرین مباہلہ مستریان کو ایک چیلنج دیا ہے۔ کہ وہ سب ملکر بھی اگر کوئی ایک مثال مستند اسلامی کتب سے ایسی نکال دیں۔ کہ حدود شرعی والے الزام لگانے والوں کو الزام عائد کردہ کے متعلق [illegible]

ایک ایک سو روپیہ نقد انعام دوں گا۔ اور اس پر اور بھی آسانی کرتا ہوں۔ کہ حنفی علماء اگر اپنی کتابوں میں ایسی مثال نہ پائیں۔ تو ان کو اختیار ہے۔ کہ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی یا اہل تشیعہ کے آئمہ سے ہی کوئی مثال پیش کر دیں۔ آئمہ اربعہ سے آئمہ اہل بیت سے یا ان کے شاگردوں در شاگردوں سے جو اہل علم میں شمار کئے جاتے ہوں ایسی مثال پیش کریں۔ کہ الزام لگانے والوں کو حق ہے۔ کہ وہ الزام لگا کر بجائے شرعی ثبوت پیش کرنے کے جو حدود شرعی کیلئے ضروری ہے وہ اس شخص کو مباہلہ کو چیلنج دیں جس پر الزام لگایا گیا ہے۔ تو انعام لے سکتے ہیں۔ چاہیئے کہ تمام علماء ہند ملکر ایسی مثال لائیں۔ ورنہ شرم کریں۔ اور ڈوب مریں۔ کہ جو بات آج تک اسلام میں کسی نے نہیں کی۔ اس کو آج مستری اور اقتباز اور کہار ملکر شرعی مسئلہ قرار دیتے ہیں۔ اور علماء دنیا ان کی تائید بلا دلیل کرتے جاتے ہیں۔ ساب وقت ہے۔ امرتسری ثناء اللہ اور زمیندار وغیرہ بھی اس موقع سے فائدہ حاصل کر کے اپنے اسلام کا ثبوت دیں۔

(۷) ۱۲ اپریل بعد عصر مکرمی میر محمد اسحاق صاحب ناظر ضیافت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر صاحب اخبار رشنی اور اخبار مباہلہ

جماعت احمدیہ قادیان کے خلاف چند ایک اوباش آوارہ گرد اور فرومایہ نفسوں نے ایک مدت سے جو مکروہ اور حد درجہ دلآزار اور اشتعال انگیز سلسلہ بہتان طرازی اور الزام تراشی کا شروع کر رکھا ہے۔ وہ اس قدر ناقابلِ برداشت ہے۔ کہ اگر اس سے سو گنا بھی کم کسی معمولی انسان کے متعلق کیا جاتا۔ تو ممکن نہ تھا۔ کہ یہ ننگ انسانیت اور خبیث فطرت لوگ دنیا میں ایک سے دوسرا سانس بھی لے سکتے اور اتنے لمبے عرصہ تک اپنے ناپاک اجسام سے اس عالم آباد کو ناپاک کر سکتے۔ لیکن یہ بانی سلسلہ احمدیہ اور ہمارے مقدس پیشوا کی تحمل و بردباری کی تعلیم ہی تھی۔ کہ یہ لوگ اس قدر دیدہ دلیر ہوتے گئے۔ اور اپنی شیطنت کے اظہار میں دن بدن بے باک ہوتے چلے گئے۔ ہم نے ان کے منہ سے وہ کچھ سنا۔ جسے کسی اور کے لئے سننا ناممکن تھا اور اس ہستی کے متعلق سنا۔ جس کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک قربان کر دینے کو سعادت عظمیٰ یقین کرنے والے دنیا کے ہر گوشہ میں دس لاکھ نفوس آباد ہیں۔ اور ایسے ذلیل اور پست فطرت لوگوں سے سنا۔ جنہیں ہم ذلیل اور حقیر کیڑوں کی طرح پاؤں تلے مسل ڈالنے کی طاقت خدا کے فضل و کرم سے رکھتے تھے۔ پھر یہی نہیں۔ بلکہ ان لوگوں نے عین اس وقت جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح مسجد اقصیٰ میں ہزاروں احمدیوں کے درمیان جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اگر مداخلت بیجا کا ارتکاب کیا۔ اور ہمارے صبر و تحمل کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔ کہ یہ زندہ سلامت بچکر نکل گئے۔ اب بجائے اس کے کہ ہمارے اس ضبط نفس اور امن پسندی کی داد دی جائے۔ ان لوگوں نے نہایت ڈھٹائی سے ہمارے ہی خلاف ظلم و تشدد کے من گھڑت افسانے شائع کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ اور نہایت ہی حیرت انگیز امر یہ ہے۔ کہ بعض ننگ صحافت اخبار نویسوں نے بھی ان کی یہ مفتریانہ داستانیں نہایت ہی غیر ذمہ دارانہ طریق پر بلا تحقیق و تدقیق درج اخبارات کرنی شروع کر دی ہیں۔ حالانکہ اگر یہ لوگ ذرا بھی دیانت و امانت سے کام لیتے۔ اور اصول اخبار نویسی کو مدنظر رکھتے۔ تو اُن کا فرض تھا۔ کہ واقعات کے تمام پہلوؤں پر پوری طرح غور کرتے۔ اصل معاملات کی تفتیش کرتے تو انہیں بآسانی تمام حالات معلوم ہو سکتے تھے۔ اور اس طرح ان کے لئے اخبار نویسی کو اس طرح ذلیل کرنے کا موقعہ نہ ہوتا۔ لیکن یہ بھی ننگ ہے۔ کہ اس قحط الرجال کے زمانہ میں بھی بعض ایسے شرفاء موجود ہیں جو اپنی نیک فطرت اور انسانی شرافت کے تقاضا سے مجبور ہو کر اس بداخلاقی کے شرمناک مظاہرہ کیخلاف اور حق کی حمایت و تائید میں اپنی آواز بلند کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ مولوی غلام حسن کا مطبوعہ اشتہار ہم گذشتہ پرچہ میں درج کر چکے ہیں۔ اور آج اسی قسم کا ایک اور مضمون جو امرت سر کے ایک با اصول اخبار رشنی کے شریف الطبع اور معزز ایڈیٹر پرسینٹ ہری چند نے لکھا ہے ناظرین کی آگاہی کے لئے اپنے دلی شکریہ کے ساتھ درج کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بعض مضامین ہیں۔ جنہیں ہم انشاء اللہ وقتاً فوقتاً درج کرتے رہیں گے۔

اخبار رشنی کا مضمون

"ہم اخبار مباہلہ کا شروع سے مطالعہ کرتے آئے ہیں۔ اس میں ہمیشہ خلیفہ صاحب کے خلاف نہایت لچر اور گندے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں میرزا صاحب کا رویہ قابل تعریف ہے۔ کہ باوجود ہر قسم کی طاقت رکھنے کے آپ نے اس لچر اخبار یا اس کے بدزبان مالکان کے خلاف کبھی کوئی سخت ایکشن نہیں لیا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ آپ کی شرافت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اب اس رذیل چیتھڑے میں آپ کے اہل بیت کے خلاف نہایت دل آزار مضامین شائع ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اس وقت ہر سچے مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ مذہب اسلام کے سچے خیر خواہ اور خدا کے عزیز بندے کے جانشین کی اس آڑے وقت میں امداد کریں۔ خلیفہ صاحب سے یہ امید رکھنی کہ وہ خود ان نابکاروں کے مقابلہ میں آئیں گے۔ لاحاصل ہے۔ آپ اس قسم کے لڑائی جھگڑوں کو ہمیشہ ناپسند کرتے ہیں۔ اس وقت آپ کی معصوم اور بلند اخلاق لڑکیوں کی عزت و ناموس پر حملے کرنے والوں کو قانونی ڈنڈا سے راہ راست پر لانا غیور اور سچے مسلمان کا ہی فرض ہے"۔ (رشنی ۱۰ اپریل ۱۹۳۰ء)

خبروں کا گلدستہ

کلکتہ میں کالی گھاٹ پر کالی کے مندر میں ایک پجاری نے استرے سے اپنی زبان کاٹ کر کالی دیوی کی بھینٹ چڑھا دی

گوجرانوالہ سے ایک عجیب و غریب قتل کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ ایک برہمن کے ہاں ایک مہمان آیا۔ جس کے پاس بہت سا روپیہ تھا۔ رات کو برہمن کی نیت بدل گئی۔ اور وہ اُسے قتل کر کے روپیہ حاصل کرنے کے منصوبے گانٹھنے لگا۔ چنانچہ وہ اسی نیت سے اٹھا۔ اور ایک لوہار کو لالچ دیکر قتل پر آمادہ کرنے کے لئے گھر سے نکل گیا۔ اس کے جانے پر مہمان کو بھی شک ہوا۔ اور وہ چپکے سے چل دیا۔ برہمن کا بیٹا کہیں گیا ہوا تھا۔ حسن اتفاق وہ اسی رات واپس آ گیا۔ اور اسی چارپائی پر جس سے مہمان اُٹھکر گیا تھا سو گیا۔ لوہار برہمن کے وعدہ پر آیا۔ اور آتے ہی بلا دیکھے سوتے والے کو قتل کر دیا۔ چنانچہ صبح معلوم ہوا۔ کہ مقتول اس کا اپنا ہی بیٹا ہے۔ سچ ہے۔ کردنی خویش آمدنی پیش ؛

پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں ایک برہمن ایک بھنگن پر فریفتہ ہو گیا۔ چنانچہ باہمی سمجھوتہ سے شادی ہو گئی۔ اور ایک لڑکی بھی تولد ہوئی۔ مگر سُنا ہے۔ کہ بھنگن کا باپ اپنے برہمن داماد کو اب بھنگیوں کا کام کرنے کے لئے مجبور کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے برہمن صاحب کچھ کبیدہ خاطر ہو رہے ہیں ؛

لکھنؤ میں ایک اہیر کے گھر ایک بھینس نے بچہ دیا ہے جس کے دوسر اور ۸ ٹانگیں ہیں۔ ہزار لوگ اسے دیکھنے کے لئے آ رہے ہیں ؛

قصور میں ہندوؤں نے شاردا ایکٹ کو توڑنے کیلئے ایک ۳۵ سالہ مرد کی شادی ۱۰ سال کی بچی سے کر دی ہے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو قانون ہمارے ننگ و ناموس کی حفاظت نہیں کر سکتا ہم اُسکی روح کو کچل دیں گے

جناب شیخ یعقوب علی صاحب کا صدارتی خطبہ جس کے ایک ایک لفظ کی سارے مجمع نے پُرجوش نعروں سے تائید کی

۴ر اپریل بعد نماز مغرب ایک کھلے میدان میں قادیان اور اس کے گرد و نواح کے احمدیوں کا جو عظیم الشان بیباک جلسہ سترویں کی اشتعال انگیز اور ناپاک تحریروں کے خلاف اظہار رنج و غصہ کے لئے جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر "الحکم" کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میں شیخ صاحب موصوف نے حسب ذیل صدارتی خطبہ جو قلمبند کیا ہوا تھا پڑھا۔ خطبہ کے ایک ایک لفظ پر حاضرین اللہ اکبر کے پُرجوش نعرے بلند کرتے اور ہر بات سے اپنا کلی اتفاق ظاہر کرتے رہے۔ (ایڈیٹر)

میں اپنا تحریری بیان پڑھوں گا

برادران ملت! آپ کو معلوم ہے۔ کہ اسی مقام پر آج سے پیشتر میں متعدد تقریریں کر چکا ہوں۔ لیکن آج میں اپنی عادت کے خلاف اپنی تقریر کو لکھ کر پیش کر رہا ہوں۔ یہ اس لئے کہ میں نہیں چاہتا۔ کسی شخص کو میری تقریر کے متعلق غلط فہمی یا غلط بیانی کا موقعہ ملے۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں۔ کہ پولیس جن لوگوں کو ایسی تقریروں کے لئے رپورٹنگ کا کام سپرد کرتی ہے۔ وہ علی العموم اس کے اہل نہیں ہوتے کہ پورے طور پر تقریریں قلمبند کر سکیں۔ میں خود ذاتی طور پر اس فن کا ماہر اور مشاق ہوں۔ اس لئے بصیرت اور کامل شعور کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ وہ صحیح اور مکمل طور پر تقریروں کو قلمبند نہیں کر سکتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے نقطۂ خیال کو مدنظر رکھ کر مقرر کے بیان کو قلمبند کر لیتے ہیں۔ جو بعض اوقات مقرر کے مفہوم اور موضوع تک کو بدل دیتا ہے۔ پس میں پولیس کے رپورٹروں کی تکلیف کو کم کرنے کے لئے مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ اپنا تحریری بیان پڑھ دوں۔

حمیت قومی اور غیرت ملی

صاحبان! آپ کو معلوم ہے۔ میں نے متعدد اوقات میں اسی مقام پر آپ کے سامنے احمدیت کی تعلیم خود ضبطی رواداری اور امن پسندی کی روایات کو پیش کیا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء راشدین نے اپنی تعلیم اور اپنے عمل سے جماعت کو جس راستہ پر چلایا ہے۔ دنیا میں وہی امن اور سلامتی کی صراط مستقیم ہے۔ قوم اور حکومت اگر آج نہیں تو کل اس پر

اختیار کریں گی۔ اور جب تک اس منہاج کو اختیار نہیں کیا جائے گا۔ حقیقی امن قائم نہیں رہ سکتا۔ میں آج بھی شہزادۂ امن کے اسی پیغام کو پہونچانا چاہتا ہوں۔ لیکن انسانی اخلاق کی تکمیل اور قومی کیریکٹر کی مضبوطی صرف ایک قوت پر زور دینے سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ انسان مختلف قوتوں کا مجموعہ ہے۔ اور وہ تمام قوتیں اور جذبات درحقیقت اخلاقِ فاضلہ ہیں۔ اس لئے میں آپ کے سامنے وہ حقیقت بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جو حمیت قومی اور غیرت ملی سے تعبیر کی جاتی ہے۔

شیطانی اور طاغوتی طاقتیں مٹا دی جائینگی

صاحبان! یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ کہ اس سلسلہ کو خدا تعالےٰ نے قائم کیا ہے۔ یہ انسانی منصوبوں اور تدبیروں کا نتیجہ نہیں۔ اس لئے انسانی تدبیریں اور شیطانی منصوبے اس سلسلہ کو مٹا نہیں سکتے۔ یہ وہ پتھر ہے جو اس پر گرا وہ چکنا چور ہوا۔ اور جس پر یہ گرا۔ اسے اس نے نابود کیا۔ سلسلہ کی تاریخ گواہ ہے۔ کہ شخصی اور قومی قوتیں جو دراصل شیطانی اور طاغوتی قوتوں کے مظاہرے تھے۔ اس سلسلہ کے مٹانے کے لئے اٹھیں۔ اور اُن میں سے بعض نے بلند و بالا دعوی کئے۔ کہ ہم اُسے گرا دیں گے۔ مگر دنیا نے دیکھا کہ اس قسم کی لاف و گزاف مارنے والوں کا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ اور وہ جو ایک بے کس اور کس مپرس انسان کی حیثیت میں کھڑا ہوا تھا۔ آج لاکھوں اس پر درود پڑھتے ہیں۔ اور میں ایک لذیذ بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ دن اور رات کے چوبیس گھنٹوں میں ایک منٹ بھی ایسا

عشق میں ڈوبی ہوئی کیفیت میں مست درود نہ پڑھ رہی ہو۔ دنیا کا کوئی قطعہ اور کوئی آبادی آج ایسی نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام اور حلقہ بگوشوں سے خالی ہو۔ کہا جاتا ہے۔ کہ برٹش ایمپائر پر کبھی آفتاب غروب نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حکومت کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ اس پر بھی کبھی آفتاب غروب نہیں ہوتا۔ بلکہ میں اس سے بھی بڑھ کر کہتا ہوں۔ کہ دنیا کی حکومتیں اور سلطنتیں فنا ہو جائیں گی۔ مگر یہ ابدی اور دائمی سلطنت ہے۔ جس کو کبھی فنا نہیں۔

شیطان کی آخری جنگ

صاحبان! یہ بات بطور عقیدہ کے ہم مانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت شیطان کی آخری جنگ ہوگی۔ شیطان کا تخت بظاہر سب سے اونچا نظر آتا ہے۔ اور اس کے گھرانے کی وراثت اس کے پوجاریوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ مسیح موعود علیہ السلام اور اس کی حقیقی اور روحانی ذریت کے مقابلہ کے لئے شیطان اپنی پوری قوت اور تمام لشکروں کو لے کر جو مکائد اور منصوبوں کے مجسمے ہیں حملہ آور ہو رہا ہے مگر اس خوفناک جنگ میں میرے دوستو! فتح آخر مسیح موعود علیہ السلام ہی کی ہے۔ اللھم صل علےٰ محمد و علےٰ آل محمد و بارک وسلم۔

"ڈرو مت مومنو"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نازل ہوئی جسے میں نے خود اُس خدا کے برگزیدہ فرستادہ کے منہ سے سُنا اور شائع کیا۔ اسے پڑھو۔ اور بار بار پڑھو۔ کہ اس کے پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا کھلا کھلا ہاتھ نظر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ان ارشادات سے پایا جاتا ہے کہ اس شیطانی جنگ کا سب سے زبردست مظاہرہ اس عظیم الشان انسان کے زمانہ میں ہوگا۔ جو خدا تعالیٰ کی وحی میں اولوالعزم پکارا گیا ہے۔ وہ جس کو اسیروں کی رستگاری کا موجب قرار دیا گیا ہے۔ وہ جسے مظفر کہا گیا ہے۔ پھر میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اسی کے عہد کو عہد ابتلاء اور عہد امتحان قرار دیا گیا ہے۔ اس امتحان میں کچھ پکڑے جائینگے پھر یہ بھی پایا جاتا ہے۔ کہ اس عصر اولوالعزم میں ابلیسی عفوبتوں اور طاغوتی تکلیفوں کے خوفناک پیکر سامنے آئیں گے۔ اور ڈرائینگے۔ اس وقت سچائی کے عاشق اور راستبازی کے پرستار خدا تعالیٰ کی اس وحی کو دوبارہ اترتے ہوئے سنیں گے۔ کہ "ڈرو مت موسیٰ! تب خوف و خطرات کا وہ عذاب الیم ان فرزندان احمدیت کے لئے جنۃ النعیم ہو جائے گا ؛

اہلبیت حضرت مسیح موعودؑ کی تطہیر

صاحبان! میں آپ کو خدا تعالیٰ کی ان بشرات کی مسلسل لڑی دکھا کر آگے چلنا چاہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی ذریت اور اہلبیت کے متعلق بشارات دیں۔ اور اہل بیت کی تطہیر کے متواتر اعلانات کئے۔ اب تم غور کرو۔ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں آیت تطہیر نازل فرمائی۔ اگر اہل بیت نبوی پر کوئی ناپاک اعتراضات ہونے والے نہ تھے۔ اور خود شیطانی اپنی بجوائی سے ان مطہر اور مقدس وجودوں کو آلودہ کرنے والے نہ تھے۔ تو خدا تعالیٰ کو اس آیت تطہیر کے نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ واقعات اور تاریخ گواہ ہیں۔ کہ تاریخی کے فرزندوں نے اپنی ناپاکی کا اظہار کیا۔ اور خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اہل بیت کی تطہیر ہوئی۔ اسی طرح ہاں ٹھیک اسی طرح حضرت

اور متعدد مرتبہ نازل ہوئی۔ اس وقت ہمارے وہم میں بھی یہ بات نہ آتی تھی۔ لیکن آج ہم بصیرت اور اور لذیذ معرفت کے ساتھ اس آیت تطہیر کے نزول کی فلاسفی کو سمجھتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ جو دوسرے بشارات ہیں۔ ان کے ظہور کے لئے دیدہ براہ ہیں ؛

شیطان سے آخری جنگ کیلئے تیار ہو جاؤ

صاحبان! میں اس شرارت و شیطنت کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ جو ایک عرصہ سے اس پاک جماعت کے خلاف پھیلائی جارہی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی ذریت اور اس کے اہل بیت پر مشتمل ہے۔ جن کی صداقت و طہارت کے لئے خدا تعالیٰ کی وحی کے بعد ہمیں کسی شہادت کی بھی ضرورت نہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے فرستادہ اور اس کے برگزیدہ تھے۔ ان پر خدا تعالیٰ کی وحی ہوتی تھی۔ اور یقیناً وہ خدا کے رسول اور اس کے کلام سے مشرف تھے۔ تو پھر کیا اسی وحی میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق نہیں کہا گیا۔ کہ "اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے نور سے مسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا"؛

خدا تعالیٰ کی اس کھلی کھلی بشارت اور کلام کے بعد اگر دنیا کے تمام شیاطین اکٹھے ہو کر بکواس کریں۔ اور انکی تھوتھنیوں میں بہت بڑا فتور ہو۔ اور دنیا کے سب سے اونچے پہاڑ پر کھڑے ہو کر بھی شور مچائیں۔ تو مومنین اور مخلصین کے لئے اس سے قطعاً گھبراہٹ نہیں ہو سکتی۔ یہ شیطانی صور ہمیں ایک آخری جنگ کی طرف بلانے والا ہوگا۔ جو شیطان اور مسیح موعودؑ میں برپا ہوئی۔ اور میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ کہ اس آخری جنگ کا وقت آپہنچا ہے۔ پس تم اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔

جس میں غیرت دینی نہیں وہ مومن نہیں

کی جنگ نہیں۔ یہ انسان کی اخلاقی قوتوں کے مظاہرے کی ایک جنگ ہے۔ مسیح موعود دنیا میں اسلئے آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقصد رسالت کو پورا کرے۔ جو آپ دنیا میں تکمیل اخلاق کا لے کر آئے تھے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شان جمالی و جلالی کے مظہر تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی چونکہ آپ کے بروز اور مظہر ہیں۔ انہی دو قوتوں کو لے کر آئے تھے۔ آپ کی بعثت اور عصر سعادت کو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس میں جمالی شان غالب نظر آتی ہے۔ باوجودیکہ آپ ازبس کہ رحیم و کریم تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ غیرت دین کا ایک کوہ وقار پیکر تھے۔ آپ یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف کوئی بے ادبی کا کلمہ سُن سکیں ؛

اس کے نظائر اور واقعات آپ کی زندگی میں کثرت سے ملتے ہیں۔ اس کے لئے آپ اپنے رشتہ داروں اور اقربا سے قطع تعلق کر لینا بھی آسان سمجھتے تھے۔ پس اگر ہمارے اندر غیرت دینی نہیں۔ اگر ہم اس وجود کے لئے جس کے ہاتھ پر ہم نے خدا کی رضا کے لئے عہد کیا ہے۔ دنیا اور اس کے تمام مالوفات کو قربان کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور ہمارے اندر ان ناپاک باتوں کو سُن کر غیظ و غضب کی قوتیں جوش میں نہیں آتیں۔ تو ہمیں اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے۔ یہ سچ ہے۔ کہ ہم قانون شکنی نہیں کرنا چاہتے۔ اور نہیں کرینگے۔ لیکن ایسے قانون کی روح کو ہم کچل سکتے ہیں۔ جو ہمارے امام کی عزت اور ہمارے جان سے پیاروں کے ناموس کی حفاظت نہیں کر سکتا ؛

آج دنیا کے طلبگار اور فانی حکومتوں پر جنگ کرنے والے آزادی وطن کے نام سے انگریزی قانون کے احترام کو سٹاد دینے پر اتر آئے ہیں۔ اور سول نافرمانی کی ہم ملک میں جاری کرنے کی تجویزیں اور منصوبے ہو رہے ہیں۔ اور اس کے لئے عملی قدم اٹھایا گیا ہے۔ حکومت بھی اس کے مقابلہ کے لئے تیاریوں میں مصروف ہے ؛

ہم اپنی حفاظت آپ کریں گے

ہم احمدی ہ[illegible] (وفاداری) کے لئے مطعون ہ[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمیں ان طعنوں کی پرواہ نہیں۔ اور کبھی پرواہ نہیں کیگئی اس لئے نہیں۔ کہ ہم گورنمنٹ سے کسی خطاب کے امیدوار ہیں۔ یا کوئی صلہ چاہتے ہیں۔ اس قسم کی آفرز کو ہم اپنی توہین یقین کرتے ہیں۔ ہم نے جو کچھ کیا۔ وہ خدا کی رضا کے لئے اپنے مذہب کی صحیح عملی ترجمانی کے لئے کیا لیکن کیا حکومت بہ حیثیت حکومت نہیں۔ ایک شریف انسان کی طرح اس بات کی بھی روادار نہ ہوگی۔ کہ وہ ان ذلیل اور غیر شریفانہ حملوں سے ہمارے شعائر اللہ کی حفاظت کرے۔ اگر حکومت اس کی صیانت کے لئے اپنی مشینری کو حرکت نہیں دے سکتی۔ تو میں صاف طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ حفاظت خود اختیاری کے قانون کی رُو سے اپنی حفاظت ہم خود کرینگے۔ اور ہم ناپاک اور گندی گالیاں زیادہ دیر تک سننے کے متحمل نہیں ہو سکیں گے ؛

پولیس کی بے توجہی

اس سے بڑھ کر ہمارے جذبات اور احساسات کی تذلیل کیا ہوگی۔ کہ ہمارے جان سے بھی زیادہ عزیز وجود پر اس کے اہل بیت اور ذریت پر ناپاک حملے کئے جاتے ہیں۔ پولیس موجود ہے۔ اور وہ جانتی ہے۔ کہ ایک فتنہ پرداز وجود اپنے ساتھیوں کو لے کر دن رات اسی قسم کے منصوبوں میں مصروف رہتا ہے۔ اور قبل از وقت پولیس کو اس کے ان ناپاک ارادوں سے کسی طرح اطلاع ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے سدباب کے لئے کوئی تجویز سوچی نہیں جاتی۔ ہماری خاموشی۔ ہماری امن پسندی۔ ہمارا قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لینے کا یہ صلہ ہے کہ ہمارے قلوب کو اس طرح مجروح کیا جاتا ہے۔ کوئی آدمی جس کی حس شرافت ضائع نہ ہو گئی ہو۔ بلکہ جس کی عام انسانیت بھی باقی ہو۔ مباہلہ کے ان کالموں کو پڑھ نہیں سکتا۔ جو ابھی شائع ہوئے ہیں۔ فحش نویسی کی حد ہو گئی۔ اشتعالی دلانے میں کوئی کمی نہیں رہی۔ امن عامہ کو مخدوش کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی گئی۔ اور اس پر اس جرأت اور حوصلہ کو دیکھئے۔ کہ وہ عین جمعہ کے دن ٹھیک اس وقت جبکہ حضرت امام خطبہ دے رہے ہیں۔ اور اس مقام پر جو مسجد میں سب سے زیادہ مقدس سمجھا جاتا ہے۔ یعنی محراب کے پاس آتا ہے۔ اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی موجودگی سے امن عامہ کی فضاء کو مکدر کرتا ہے۔ اور باوجود کہنے کے وہ اس جگہ سے ہٹتا نہیں۔ اور ہٹانے پر مقابلہ کرتا ہے۔ اس جرأت اور حوصلہ کے پیچھے اگر کوئی طاقت نہ ہوتی۔ تو یہ حوصلہ نہیں ہو سکتا تھا۔ میں نہیں کہتا۔ کہ وہ طاقت کس کوارٹر سے آتی ہے۔ لیکن یہ ایک طبعی اور لازمی نتیجہ ہے۔ اس قسم کی جرأت اور دلیری سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ یہ پہلے سے تجویز کردہ منصوبہ تھا۔ اور پولیس میں مختلف اوقات میں رپورٹیں اسی غرض سے دی جاتی تھیں۔ کہ چونکہ وہ فتنہ برپا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ یہی ہوگا ؛

پولیس کی گرفت احمدیوں پر

جو واقعات اس موقعہ پر ظہور پذیر ہوئے ہیں ان کی تفصیل میں اس وقت جانا نہیں چاہتا۔ اس لئے کہ معاملہ پولیس کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن میں اتنا کہنے سے رُک نہیں سکتا۔ کہ جن لوگوں کے خلاف الزام لگایا گیا ہے۔ وہ اپنی شرافت نفس اور اپنی علمی قابلیت کے لحاظ سے جماعت میں قابل عزت ہیں۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کا وجود اپنے فن کے لحاظ سے ایک رحمت ہے۔ جو لوگ حالات سے واقف نہیں وہ معذور ہیں۔ مگر یہ حقیقت ہے۔ کہ وہ بہت بڑی مالی اور عزت کی قربانی کر کے یہاں بیٹھے ہیں۔ وہ اگر پٹیالہ میں رہتے۔ تو آج ہزاروں روپیہ کی جائداد املاک کے مالک ہوتے۔ لیکن انہوں نے وہاں کی حکومت عزت اور دولت پر لات ماردی۔ اور آج کہا جاتا ہے۔ کہ وہ بلوہ کرنے کے لئے جمعہ کی ساعت میں میدان میں نکلتے ہیں۔ اور خطرناک ملزموں کی حیثیت میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح مولوی محمد یار صاحب اور مولوی عبدالاحد صاحب جو یونیورسٹی کے گریجوایٹ ہیں۔ اور جماعت کے تبلیغی اور تعلیمی شعبوں میں ذمہ داری کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ ایک ایسے شخص کی شہادت اور بیان پر ماخوذ ہو کر قابل سمجھے جاتے ہیں۔ جو خود سزا یافتہ ہے ؛

امتحان کا وقت

میرے دوستو! یہ واقعات سب تمہارے سامنے ہیں میں اس حقیقت کو آشکار کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ یہ فتنہ ایک گہری سازش کا نتیجہ ہے۔ میں نہیں کہتا۔ کہ اس سازش میں کون کون شریک ہے۔ یہ واقعات بتائینگے لیکن ہمارے لئے یہ امتحان کا وقت ہے ؛

ڈرو مت مومنو

عزیزو! اور بھائیو! سنو اور کان کھول کر سنو! جو شخص اپنی حفاظت آپ نہیں کر سکتا۔ اور جو غیرت و خودداری کی قوتوں کو محفوظ نہیں رکھتا۔ وہ دوسروں کے سہارے دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس کے لئے سب سے پہلی اور ضروری بات یہ ہے۔ کہ تم اپنے دلوں سے خوف دور کر دو۔ حضرت مسیح موعود پر اسی لئے یہ وحی ہوئی تھی۔ کہ "ڈرو مت مومنو" مومن خوف اور حزن سے آزاد ہوتا ہے۔ وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اس لئے کہ وہ دل سے اعتقاد رکھتا ہے کہ خدا کے سوا نفع و ضرر کسی کے ہاتھ نہیں۔ تمام قوتوں اور طاقتوں کا وہی مالک ہے۔ یقیناً سمجھو۔ کہ شدائد و خطرات کا مہیب دیو مسلم اور مومن کو خوفزدہ نہیں بنا سکتا۔ اور نہ خوف و ہراس اس کے دل پر قبضہ پا سکتا ہے۔ جو خدا کے سوا کسی کے قبضہ میں نہیں ؛

ہم نے اپنے عمل سے یہ واضح کر دیا ہے۔ کہ ہم حکومت کے قانون کا احترام کرتے ہیں۔ اور حکومت کے ساتھ ہم نے تعاون پسند کیا ہے۔ اور نازک اوقات میں حکومت کی تائید میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہیں کی۔ اس لئے نہیں۔ کہ ہم حکومت سے ڈرتے تھے۔ اس لئے نہیں کہ ہم کمزور تھے۔ بلکہ اس لئے اور صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی یہی تعلیم تھی۔ لیکن ہم کو امن اور سلامتی کی تمام راہوں پر چلتے ہوئے بھی اگر قانونی تہدید اور طاقت سے ڈرا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجروح کیا جائے گا۔ اور قانون ہماری حفاظت نہ کریگا تو ہم خود اپنی حفاظت کرینگے۔ اور اس ہاتھ اور زبان کو روک دینگے۔ جو شریف النفس خواتین اور ہمارے مطاع کی عزت پر حملہ کرتا ہے۔

یہ ہماری اخلاقی کمزوری نہ ہوگی۔ یہ ہماری قانون شکنی نہیں ہوگی۔ بلکہ حکومت اور اس کے قانون کی کمزوری اور دیوالیہ پن ہوگا ؛

حکومت اگر امن پسند جماعت کی عزت و آبرو کی حفاظت نہیں کرسکتی۔ اور اس کی قانونی کتاب میں اس کے لئے کوئی دفعہ نہیں۔ تو ایسی حکومت اپنی کمزوری اور بے بسی کا اعلان کرتی ہے ؛

پولیس کے فرائض

میں اپنے دوستوں کو اور پولیس کے افسروں کو جو یہاں موجود ہیں۔ کھلے کھلے الفاظ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم ایک تعلیم یافتہ اور خالص مذہبی جماعت کے لوگ ہیں۔ اور ہم اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ کہ پولیس کے کیا فرائض اور اس کا کیا مقام ہے۔ پولیس اخلاق اور امن عامہ کی حفاظت کا فرض لیکر کھڑی ہوئی ہے۔ اگر اس کی نظر میں اس کے علم میں اخلاق اور امن عامہ کو تباہ کرنے والی کوئی بات ہو۔ تو کیا اس کا فرض نہیں کہ وہ اس کا انسداد کرے۔ پھر اس معاملہ میں اس نے کیا کیا۔ یا تو وہ یہ کہے۔ کہ مباہلہ کے مضامین شریفانہ پیرٹ سے لکھے گئے ہیں۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کہہ سکتی اور یقیناً نہیں کہہ سکتی۔ تو کیا اخلاق عامہ اور امن عامہ کو تباہ کرنے والا مواد نہیں ہے۔ اس کا فرض تھا۔ کہ وہ اس کا انسداد کرتی ؛

احمدی جماعت کا کوئی فرد اسے برداشت نہیں کریگا کہ ان کے واجب الاطاعت امام کے ناموس پر ایسے اشتعال بخش حملے کئے جائیں۔ پولیس کی نمائش اسکی دست اندازی کا خوف اگر تمہارے دلوں کے اندر ہے۔ تو یاد رکھو۔ کہ تم ابھی ایمان میں خام ہو ؛

ہر قربانی کے لئے تیار رہو

پولیس ہماری خدمت گذار ہے۔ وہ ہمہ رحکم ان نہیں اور میں نہیں سمجھتا۔ کہ کوئی شریف پولیس آفیسر اس بات کو نہیں سمجھتا۔ اگر وہ اپنے اختیارات کی بنا پر اپنے آپ کو حکمران یقین کرتا ہے۔ تو یقیناً اپنے منصب کی توہین کرتا ہے۔ پبلک کی خدمت گذاری ایک اعلےٰ درجہ کی عزت ہے۔ ذلت نہیں۔ ہم اگر قانون کو توڑتے نہیں۔ تو ہم کو کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ خوف ایک بھوت ہے۔ جو خود انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے اپنے اندر ایک قوت اور جرأت پیدا کرو۔ سلسلہ کی حفاظت کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ یاد رکھو۔ کہ قومیں ہمیشہ قربانیوں سے بنتی ہیں۔ ہماری قربانیوں کا مقام سب سے اونچا ہے ؛

گاندھی اور اس کے رفقائے کار ہندوستان کی آزادی کے لئے ہر قسم کے خطرات برداشت کرنے کے لئے تیار ہو کر میدان میں آئے ہیں۔ ہمارا نصب العین ان سے بہت اونچا ہے۔ ہم دنیا کو غیر اللہ کی پرستش کی غلامی سے آزاد کرانے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ پس سوچ لو۔ کہ ہمارا مقام کتنا بلند ہے۔ اور ہمیں کتنی بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے ہمارے شہیدوں نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ پتھروں کی بوچھاڑ میں بھی سلسلہ کے تحفظ سے نہیں گھبرائے۔ ان کی زندگیاں ہمارے لئے نشان میل ہیں کہ دنیا کی کوئی عقوبت اور کوئی تکلیف ہمارے حوصلوں اور ہمتوں کو پست نہیں کرسکتی۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم حکومت پر اپنے احساسات کا اظہار کر دیں۔ کہ جو شرارت مباہلہ کے ذریعہ پھیلائی جا رہی ہے۔ اس کا انسداد کیا جائے۔ اور اگر نہیں۔ تو ہم ہر قیمت پر اس شرارت کا سدباب کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اور اس کی ذمہ واری حکومت پر ہوگی۔ میں مقامی پولیس افسروں کو صاف صاف کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ وہ اس معاملہ پر پوری توجہ سے غور کریں۔ اور اگر اس نے ان مشتعل کرنیوالی حرکات اور جذبات کو مجروح کرنے والے طریقوں کے انسداد کی کوشش نہ کی۔ تو نتائج کی ذمہ واری سراسر اس پر ہوگی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ قریباً دو سال سے وہ اس قسم کا ناپاک پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اور برابر کہہ رہے ہیں۔ کہ ہم کو قتل کر دیا جائے گا۔ پولیس کا سٹیشن تو یہاں تھوڑے عرصہ سے قائم ہوا ہے۔ اس سے پہلے کونسی طاقت تھی جو ان کو بچائے ہوئے تھی۔ صرف حضرت اقدس کی ذات۔ یہ کس قدر شرم کا مقام ہے۔ کہ وہ ایسا شرمناک پراپیگنڈا کریں۔ اور ہم اگر صبر سے کام لیں۔ تو کہا جاتا ہے۔ بولتے نہیں۔ اور اس قسم کی شرارتیں کر کے اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کریں۔ اس سے بڑھکر شرمناک حرکت کیا ہوگی ؛

آب از سر گذشت

اب آب از سر گذشت کا معاملہ ہو گیا ہے۔ اور میں یقین نہیں کرتا۔ کہ احمدی دنیا اس ناپاک پراپیگنڈے کو اسی طرح سنتی اور دیکھتی رہے۔ گورنمنٹ کے ایوان حکومت پر تاروں اور ریزولیوشنوں کے ڈھیر لگ جائیں گے۔ اور ایک ملین نفوس دنیا کے ہر گوشہ سے اپنی اس مظلومی پر گورنمنٹ کے کان کھول دینگی ؛

قادیان کے سکھوں اور ہندوؤں سے

میں آخر میں قادیان کے ہندوؤں اور سکھوں سے بھی ایک بات کہنی ضروری سمجھتا ہوں۔ جب سے قادیان آباد ہوا اور ان کے آباؤ اجداد یہاں آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان نے ان کے ساتھ نیکی اور احسان کیا۔ اور ہر موقعہ پر ان کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھا۔ میں ان کی شرافت اور انسانیت سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ کیا یہ فعل جو مباہلہ والوں نے کیا ہے۔ وہ اس قابل تھا۔ کہ بازاروں میں دکانوں پر بیٹھ بیٹھ کر اور اڈے لگا اسے پڑھا جاتا میں مانتا ہوں۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کو مذہبی طور پر اپنا امام نہیں سمجھتے۔ میں جانتا ہوں وہ مسلمان نہیں۔ لیکن کیا انہیں معلوم اور یاد نہیں۔ کہ مذبح کے سلسلہ میں جو وفد حضرت کی خدمت میں لاہور گیا۔ اس وقت جو سلوک آپ نے ان سے کیا۔ اور جس عزت اور محبت سے ان کو ریسیو کیا۔ وہ بخوبی جانتے ہیں۔ آپ نے ان کی پوری دلجوئی کی۔ ایسی حالت میں مذہب کے سوال سے الگ رہ کر کیا شرافت اور انسانیت کا یہی تقاضا تھا۔ کہ اس طرح پر اس گندے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لٹریچر کو پڑھا جاتا۔ اور مستریوں کو خالصہ بورڈنگ ہاؤس میں لاکر ٹھہرایا جاتا۔ میں سمجھتا ہوں۔ ایک پبلک عمارت کا یہ ناجائز استعمال ہے۔ میں موقعہ آنے پر پر بندھک کمیٹی کے نوٹس میں یہ معاملہ لاؤں گا۔ اگر سکھوں اور ہندوؤں کو ان فحش گو لوگوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں تو انہیں کھلم کھلا ان سے بیزاری کا اظہار کرنا چاہیئے۔ اگر انہوں نے بیزاری کا اظہار نہ کیا۔ تو میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہتا۔ کہ وہ اس فحش گوئی کے موید سمجھے جائینگے۔ اور میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھوں گا۔ کہ انہوں نے کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ اب میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ میر قاسم علی صاحب اپنی تقریر کرینگے۔ اور کچھ ریزولیوشن پیش کئے جائیں گے۔ اور پھر دعا کے بعد جلسہ ختم کر دیا جائے گا ؛

وصیت ۳۲۰۲

میں عبدالغنی ولد نعمت اللہ قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال بیعت ۱۹۱۰ء ساکن سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰-۱۲-۲۹ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے ایک مکان قیمتی تین ہزار محلہ اسلام پورہ سیالکوٹ میں ہے جس میں ۱/۲ حصہ کا مالک میں ہوں۔ اور ۱/۲ حصہ کی مالکہ میری بیوی نور زینب ہے۔ اور ایک مکان قیمتی صمار روپیہ محلہ معماراں پسرور میں ہے۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت ۲۰/- روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت کر دوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا فقط ؛

العبد: عبدالغنی موصی حال مینجر گاس فیکٹری انبالہ شہر۔

گواہ شد:۔ غلام محمد فلورمین لاہور۔ حال وار قادیان ؛

گواہ شد: کریم الدین ولد امیر سرمک سیالکوٹ

شاہان اسلام اور ہندو مورخین

تاریخ کا روشن پہلو

قوموں کے عروج و زوال میں گذشتہ تاریخ کا بہت بڑا دخل ہے۔ قوم کی شاندار ماضی کی یاد اس کے نونہال فرزندوں کو جذبہ حمیت و خودداری پر مجبور کر دیتی ہے اور وہ کارہائے نمایاں کرنے والے بن جاتے ہیں۔ ایسا ہی گذشتہ تاریخ کا بھیانک اور گھناؤنا ہونا ان کے ارادوں کو پست اور خیالات کو کوتاہ کر دیتا ہے۔ لہذا دین حالات صحیح تاریخ کا محفوظ رہنا ازبس ضروری ہے۔ مگر جس قدر سہل انگاری سے اس باب میں کام لیا گیا ہے شاید ہی کسی اور علم کے متعلق لیا گیا ہو۔ مخالف قوموں کے مورخین نے اپنی مخصوص اغراض کے ماتحت دوسروں کے اسلاف کو بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اہل ہند نے تو اس پہلو سے ناقابل تلافی نقصان اٹھایا ہے۔ ان کا سرمایہ تاریخ چند متعصب اور کینہ توز مستشرقین کی روایات پر مبنی ہے۔ جنہوں نے بالخصوص اسلامی روایات، شاہان اسلام کی شوکت، اور اہل ہند کی تمدنی و اخلاقی برتری سے خیرہ ہو کر معاندانہ انداز میں نفرت کی خلیج کو بڑھانے کی کوشش کی ہے۔ اور وہ بہت حد تک اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو گئے ہیں کیونکہ ہندو ذہنیت پہلے ہی محکومیت کی خوفناک فضا میں پیدا ہوئی تھی۔ پھر اس پر یورپین سحر آفرینی مستزاد ہو گئی۔ نام نہاد ہندو مورخین نے شاہان اسلام بالخصوص حضرت اورنگ زیب عالمگیر کے خلاف بے حد زہر چکانی سے کام لیا ہے۔ مگر حقیقت کا پردہ اخفاء میں دیر تک رہنا محال ہے۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ ہندو اور مسلمان دونوں قومیں اپنے اسلاف کے کارناموں کو حقیقت بین نظر سے دیکھیں۔ اور مغرب کی خود ساختہ تاریخ کو یکسر خیرباد کہدیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ آزادانہ تحقیقات کے لئے میدان پیدا ہو چکا ہے۔ اور اب دونوں قوموں میں صحیح تاریخ کے [illegible]

مولانا شبلی نے کیا ہی دردناک الفاظ میں لکھا تھا:۔

"اس سے بڑھ کر کیا ناانصافی ہو سکتی ہے۔ کہ اسکول کا ایک بچہ جس کے منہ سے ابھی دودھ کی بو آتی ہے عالمگیر پر نکتہ چینی کے لئے تیار ہے۔ لیکن درحقیقت ان ناولوں کا قصور نہیں ؎

قلم از عشوہ نما کہ من میدانم
سر ایں فتنہ زجائیست کہ من میدانم"

اب اس "ناانصافی" کے خاتمہ کا دور شروع ہو گیا ہے چنانچہ دہلی کے مشہور اخبار ریاست میں "اوراق پارینہ" کے عنوان سے ایڈیٹر کی طرف سے مندرجہ ذیل ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جو بجنسہ اس جگہ درج کیا جاتا ہے:۔

"جہاں غیر ملکی حکومت نے ہمیں اقتصادی طور پر مفلس اور نادار بنانے میں نمایاں کارفرمائی کی ہے اسی طرح ہمارے موروثی خزانہ تاریخ کو بھی لوٹ لیا گیا ہے۔ اور اس خزانہ میں جو عدیم النظیر زر و جواہر تھے۔ ان کی بجائے نقلی نگینے اور جھوٹے سکے رکھ دیئے گئے ہیں۔ ایک مشہور انگریزی مورخ سر جان کئی جو انڈیا کونسل کے شعبۂ خفیہ کا سیکرٹری رہا ہے۔ تسلیم کرتا ہے۔ کہ:۔

"ہم لوگوں کا یہ ایک عام طریقہ رہا ہے۔ کہ پہلے کسی دیسی حکمران کی سلطنت پر قبضہ کرتے ہیں۔ اور پھر اس معزول بادشاہ یا اس کے جانشین کو بدنام کرتے ہیں"

(ہسٹری آف دی سپائی وار جلد ۲ محولہ ڈاکٹر اعظم کریوی)

چنانچہ ہندوستان میں یہی حالت ہوئی ہے۔ مسلمان بادشاہوں کی اس قدر مکروہ تصویر پیش کی گئی ہے۔ کہ ہندو اور سکھ تو ایک طرف خود مسلمانوں کو ان سے نفرت ہونے لگی۔ اور دوسری طرف ہندو راجاؤں کا وہ خاکہ اڑایا گیا۔ کہ جاہل مسلمانوں کے ساتھ بعض ہندو بھی ان کا خاکہ اڑانے لگے۔ اور اس کوشش سے ہندو مسلمانوں میں جو ایک عرصہ سے بھائی بھائی کی حیثیت سے رہ رہے تھے۔ وہ پھوٹ پڑی۔ کہ آج تک اس کے ناخوشگوار اثرات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر متعصب مغربی مورخوں کے علاوہ ہندوستانی تاریخ دان اصحاب نے بھی ریسرچ یا تحقیق کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اور صحیح حالات ہمارے سامنے آرہے ہیں۔ اگر اس کوشش کو ذرا ہمت سے جاری رکھا گیا۔ تو ہندوستان کے دو بھائی جو آپس میں کبھی کبھی جھگڑ بھی بیٹھتے ہیں۔ ہمیشہ کے لئے شیر و شکر کی طرح رہنے لگ جائیں گے۔ اور اس طرح ان کو وہ تقویت پہنچیگی۔ کہ کوئی غیر ان کی ملکیت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکے گا۔ سلطان ٹیپو (علیہ رحمۃ) کے متعلق ہمیں انگریزی تاریخوں سے اس کی مفروضہ وعدہ شکنی اور ظلم و ستم کے بے شمار افسانے سنائے جاتے ہیں لیکن معزز محقق ہندو مہاشے سندر لال ایڈیٹر کرم یوگ اور بھوشن کا بیان قابل مطالعہ ہے۔ یہ مضمون انہوں نے میسور جاکر تحقیقات کے بعد لکھا تھا۔ آپ لکھتے ہیں۔ اپنی ہندو رعایا کے ساتھ سلطان ٹیپو کی محبت و عنایات کے واقعات سے اس زمانہ کی تاریخ بھری ہوئی ہے۔ سلطنت کے آخری ایام میں بھی سلطان کے دربار میں ہندو معزز عہدوں پر ممتاز تھے۔ ان کے معتمد وزیروں میں "پورنیا" اور "کرشن راؤ" برہمن تھے۔ سلطان ٹیپو جگت گرو شنکر اچاریہ شری سچدانند بھارتی کی جو ہندوؤں کے پیشوا تھے۔ بہت عزت کرتا تھا۔ ان خطوط کے پڑھنے سے جو سلطان نے جگت گرو کو لکھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سلطان کے دل میں ہندو پیشواؤں کی بہت قدر و منزلت تھی۔ سلطان کے خط کی عبارت جو اس نے سنہ ۱۷۹۴ء میں لکھا تھا یہ ہے۔

"شریمد پرم ہنسا وشنکری شری سوامی سچدانند بھارتی چندھارا راج کی خدمت میں سلطان ٹیپو کا سلام۔

شری مہاراج کے گرامی نامہ سے خیر و عافیت معلوم ہوئی۔ آپ جگت گرو ہیں۔ ہمارے لئے اللہ پاک سے دعا فرماتے رہیئے۔ آپ ایسے [illegible]

ہوتی رہتی ہے۔ آپ اتنے عرصہ تک پردیس میں کیوں رہ گئے؟ جس غرض کے لئے آپ پردیس تشریف لے گئے ہیں۔ اس کو سرانجام دیکر اپنی قیام گاہ پر جلد واپس آنے کی کوشش فرمایئے"

دستخط سلطان ٹیپو (محولہ اعظم کریوی)

سندر لال صاحب لکھتے ہیں۔ ٹیپو کی بے تعصبی کے متعلق اس سے بڑھ کر ثبوت دینے کی ضرورت نہیں ایسے نیک دل شریف النفس اور بے تعصب سلطان پر اپنی کوتاہ نظری سے جھوٹے الزام لگانا اس کے اور اپنے ملک کے ساتھ سخت ناانصافی کرنا ہے۔

عالمگیر علیہ رحمۃ کے مفروضہ تعصب اور ستم کاری کے بہت سے افسانے ہیں۔ لیکن اسکی تردید میں پروفیسر آرنلڈ نے اورنگ زیب کے ایک خط کا حوالہ دیا ہے۔ ایک دفعہ کسی شخص نے شہنشاہ کو اس مضمون کی چٹھی لکھی۔ کہ دو شاہی ملازموں کو جو تنخواہ تقسیم کرنے پر مقرر ہیں اس لئے برخواست کر دے کہ وہ آتش پرست ہیں۔ اور ان کی جگہ معتمد مسلمانوں کو مقرر کرے۔ عالمگیر نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ اگر مذہبی تعصب کو ہی سلطنت کا دستور العمل بنایا جاتا تو ہمیں سب راجاؤں اور ان کی رعیت کو غارت کر دینا چاہیئے تھا۔ لیکن یہ کب ہو سکتا ہے۔ شاہی نوکریاں اور مراتب تو لوگوں کو ان کی قابلیت اور لیاقت کے مطابق ملیں گے۔ اور اس کے علاوہ کسی اور بات کا قطعاً کوئی لحاظ نہ رکھا جائیگا۔

اونگلن لکھتا ہے کہ "اورنگ زیب عدل و انصاف کا ایک بے پایاں سمندر تھا۔ ذلیل سے ذلیل آدمی کی فریاد بھی اسی طرح سنتا تھا۔ جس طرح کسی بڑے سے بڑے امیر کی۔ امرا وزرا اس سے خائف رہتے۔ اور امور سلطنت کو نہایت حزم و احتیاط سے سرانجام دیتے"

ریسرچ کی مندرجہ بالا مثالوں سے قطعی طور پر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ اگر تاریخ یا زیادہ موزوں الفاظ میں اوراق پارینہ (کیونکہ ہم نے اسے بہت حد تک فراموش کر دیا ہے۔) پر توجہ کی جائے۔ تو ہمارے فرقہ وارانہ مناقشات بہت حد تک دور ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کی تباہی تعصب ہے۔ جو غلط تاریخ نے ہمارے دلوں میں پیدا کر دیا ہے" (ریاست ۲۲ر مارچ سنہ ۱۹۳۰ء)

مسلمان اخبارات کا فرض ہے۔ کہ اس قسم کے مفید مضامین کی بکثرت اشاعت کریں۔ تاکہ اس سنجیدہ اور محقق طبقہ کی آواز ملک میں پھیل جاوے۔ مسلمان بادشاہوں پر بے حد ظلم ہو چکا ہے۔ اور تنگ خیال ہندو اس میں اضافہ کر رہے ہیں۔ لہذا اس قسم کے مضامین بسا غنیمت ہیں۔

(خاکسار اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل قادیان)

مہاتما گاندھی کی "مذہبی جنگ"

اور

لامذہب لیڈر

مہاتما گاندھی نے سول نافرمانی کو شروع کرنے سے پیشتر بارہا اس امر کا اعلان کیا ہے۔ کہ یہ جنگ مذہبی جنگ ہوگی۔ اگرچہ اس قسم کی نمکین سول نافرمانی کو مذہب سے منسوب کرنا درحقیقت مذہب کو مضحکہ خیز بنانا ہے۔ کیونکہ مذہب تو پہلے بھی موجود تھا۔ حالات بھی یہی تھے۔ خصوصیت سے ۶ر اپریل کو کونسا سانحہ فاجعہ واقع ہوا جو سول نافرمانی مذہب کی جنگ قرار پا گئی۔ لیکن تاہم ہندوستان کی مذہب پر مر مٹنے والی آن کے لئے سب سے زیادہ اپیل کرنیوالا لفظ مذہب ہی تھا۔ اس لئے ہندوستان کے بہترین مدبر نے بھی اہل ہند سے "مذہبی جنگ" کے نام سے اپیل کی ہے۔ تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ شریک ہو سکیں۔ اس قانون شکنی کو "مذہبی جنگ" ثابت کرنے میں دیوبندی اصحاب بہت پیش پیش ہیں۔ ہندوؤں میں ابھی مذہب کو ہر جگہ استعمال کرنے کی عادت کم ہے۔ مگر مسلمان کہلانے والوں میں ایک عنصر ہر آن اسی فکر میں رہتا ہے۔ کہ کب ہندو مذہب کے نام پر اپیل کریں۔ اور ہم اس کو مذہب کا جزو لاینفک قرار دیں۔ جس میں دیوبندی اصحاب کا نام خاص طور پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زینت صحافت ہوگیا ہے۔ اور یہ مرض مسلمانوں کے لئے خطرناک طور پر مہلک ہے ؛

مہاتما گاندھی کی موجودہ روش محض ایک سیاسی چال ہے۔ اور مذہب کی بناء پر اس میں شریک ہونا فرض گردانا نادانی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا جو اجلاس احمد آباد میں منعقد ہوا۔ اس میں صدر نے صاف الفاظ میں کہہ دیا ہے :-

"مہاتما گاندھی کی گرفتاری کے بعد جو شخص اس تحریک میں حصہ لینا چاہے۔ وہ اپنے عقیدہ کے موافق شریک ہو سکتا ہے۔ یہ تو ہر شخص کے انفرادی خیال پر موقوف ہے۔ اور جہاں تک میرا تعلق ہے۔ میں کوئی مذہب ہی نہیں رکھتا۔ ڈاکٹر محمد عالم نے کہا۔ کہ علیٰ ہذا القیاس اپنا بھی یہی حال ہے"

(روزانہ انصاف لاہور۔ ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء)

ان الفاظ میں جہاں اس امر کی وضاحت موجود ہے کہ مہاتما گاندھی کا اس جنگ کو مذہبی جنگ قرار دینا محض عوام کے نقطۂ خیال کو اپیل کرنے کی غرض سے ہے۔ وہاں ہی یہ نمایاں ہو جاتا ہے۔ کہ صدر کانگرس اور ڈاکٹر محمد عالم لامذہب ہے۔ اب اس امر میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔ کہ یہ جنگ مذہبی جنگ نہیں۔ ورنہ اس کے علمبردار لامذہب کیوں ہوتے۔ کیا دیوبندی اصحاب کے لئے آپس میں سبق نہیں۔ کہ گاندھی تحریک کی تقویت کے لئے اپنے مذہب کو بدنام کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیا وہ آئندہ اسلام کو اس قسم کے بے ہودہ خیالات سے بالاتر قرار دیں گے؟ ڈاکٹر محمد عالم کا مندرجہ بالا جواب مسلم رہنماؤں کے لئے قابل توجہ ہے۔ جو شخص علی الاعلان اپنی لامذہبیت کا نقارہ بجاتا ہے۔ اس کو مسلمان کہلانے کا کیا حق ہے۔ اور مسلمانوں کو ایسے لیڈر کی اقتداء کرنا کس قدر غلطی ہے ؛

(خاکسار اللہ دتا جالندھری قادیان)

تحفہ مستریاں :- "مشین بیویاں والے لوہاروں اور "پیغام حق" اور "مباہلہ" اخبار کا تحقیقی اور مدلل جواب اور مستریوں کے مطالبہ مباہلہ اور حلف کا قرآن و حدیث اور سنت انبیاء و ارشادات مسیح موعود علیہ السلام سے مقابلہ اور مستریوں کے خلافت سے

یہودی مشن

مسیح ناصری صاحب شریعت نبی نہ تھے

اہلحدیث کی جہالت

(۳۱)

(؎)

متفرق دلائل گذشتہ نمبر میں ہم نے قرآنی دلائل سے ثابت کیا تھا۔ کہ انجیل شریعت کی کتاب نہ تھی۔ نہ مسیح ناصری صاحب شریعت رسول تھے۔ اس نمبر میں علاوہ ان قرآنی آیات کے بعض اور شواہد جو اس امر پر قطعی طور پر دلالت کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی انجیل نامی کتاب ہرگز شریعت کی کتاب نہیں۔ بلکہ صرف حکمت اور نصیحت کی چند باتوں پر مشتمل کتاب ہے پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ دلائل درج ذیل ہیں :-

پہلی دلیل یہ ہے۔ کہ موجودہ انجیل کو اوّل سے آخر تک پڑھ جاؤ۔ اس میں کہیں بھی شریعت کے احکام نظر نہیں آئیں گے۔ وراثت اور نکاح اور حلت و حرمت اور حدود اور قصاص وغیرہ قسمتی مسائل بیان کرنے سے انجیل بالکل خاموش ہے۔ جب ایسے ضروری مسائل کو ایک کتاب بیان کرنے سے بکلّی قاصر ہو۔ تو ہم کیونکر اسے شریعت کی کتاب قرار دیں۔ بیشک اس موقعہ پر مخالفین کی طرف سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ موجودہ انجیل محرف اور مبدل ہو چکی ہے اس لئے اس میں شریعت نظر نہیں آتی۔ مگر آخر موجودہ تورات بھی تو محرف اور مبدّل ہے۔ مگر تورات میں تو باوجود محرّف و مبدّل ہونے کے ہمیں شریعت کا کثیر حصہ نظر آتا ہے۔ اور اگرچہ بہت زمانے گذرے۔ اور انسانی ہاتھوں نے اس میں تغیّر و تبدّل بھی کیا۔ تنسیخ اور ترمیم کی۔ تحریف اور الحاق کیا۔ مگر باوجود اس کے اس میں شرعی احکام ضرور موجود رہے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر انجیل بھی شریعت کی کتاب ہوتی تو اس میں باوجود تحریف و الحاق کے پھر بھی شریعت کا کثیر حصہ موجود رہتا۔ بلکہ چاہیئے تھا۔ کہ تورات سے زیادہ رہتا۔ کیونکہ تورات کے قریباً چودہ سو سال بعد خدا نے انجیل نازل فرمائی تھی۔ مگر یہ کیا ہوا۔ کہ تورات کے شرعی احکام تو ہمیں آج بھی بخوبی نظر آتے ہوں۔ مگر انجیل جو تورات کے بہت بعد نازل ہوئی تھی۔ اس میں ہمیں ایک بھی شرعی حکم دکھائی نہ دیتا ہو۔ کیا یہ کھلی دلیل اس امر پر نہیں ہے۔ کہ انجیل کو شریعت کی کتاب ٹھہرانا "مدعی سست اور گواہ چست" والی مثال ہے ؛

دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ خود عیسائیوں کا عملدرآمد بھی ثابت کر رہا ہے۔ کہ انجیل ہرگز شریعت کی کتاب نہیں۔ ورنہ اگر ایسا ہی ہوتا۔ اور انجیل بھی تورات کی طرح ایک شریعت کی کتاب ہوتی۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ عیسائی اپنی تمدنی اور سیاسی زندگی میں خود آپ قوانین وضع نہ کرتے۔ بلکہ اسی شریعت کے مطابق تمام کام کرتے۔ مگر انہوں نے ہر کام میں اپنے لئے آپ قوانین وضع کئے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا نے اُن کے لئے کوئی علیحدہ شریعت نہیں فرمائی تھی ؛

تیسری دلیل یہ ہے۔ کہ قرآن مجید میں بیسیوں مرتبہ یا اھل الکتاب کہکر یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اور کسی ایک جگہ بھی یا اھل الکتابین نہیں فرمایا گیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہی کتاب جو یہود کو دی گئی تھی۔ یعنی تورات۔ عیسائیوں کو بھی اُسی پر عملدرآمد کرنے کا ارشاد ہوا تھا۔ اور چونکہ یا اھل الکتاب میں صرف ایک ہی کتاب کی طرف اشارہ ہے۔ اور چونکہ اہل کتاب میں یہودی اور عیسائی دونوں گروہ شامل ہیں۔ اسلئے لازماً ان دونوں گروہوں کے لئے ایک ہی کتاب کا نزول ثابت ہوا۔ اور وہ تورات ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی انجیل شریعت کی کتاب نہ ہوئی ؛

چوتھی دلیل پھر نہ صرف ہم احمدی ہی اس امر کے قائل ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحب شریعت نبی نہیں تھے۔ بلکہ متقدمین میں سے علامہ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ مجمع البیان میں اس امر کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ شریعت کے احکام تو صرف تورات میں ہی بیان کئے گئے ہیں۔ اور انجیل میں فقط نصائح اور کہاوتیں ہیں۔ اس میں قصاص اور احکام حدود اور فرضِ مواریث وغیرہ موجود نہیں۔ اس لئے وہ شریعت کی کتاب ہرگز نہیں کہلا سکتی ؛

پانچویں دلیل علاوہ ازیں ایک یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ انجیل کے معنے کیا ہیں۔ انجیل کے معنے صرف بشارت و خوشخبری کے ہیں۔ یعنی مجموعہ بشرات۔ جس سے ہر نبی اور ہر ولی علی قدر مراتب حصہ پاتا ہے۔ پس "انجیل" کے نام پر بھی غور کرنے سے اس امر کی طرف انسان کی توجہ پھرتی ہے۔ کہ اس کتاب میں شریعت مذکور نہیں۔ بلکہ صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ والہ وسلم اور قرآن کریم کی بشارت ہے۔ اور یہی بات حق ہے۔ من شاء فلیؤمن +

چھٹی دلیل حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ پر ایک نظر ڈالنے سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے کہ آپ صاحب شریعت نبی نہیں تھے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ صاحب شریعت نبی صرف اُسی زمانہ میں ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ نبی کسی جابر و قاہر بادشاہ کے زیر سایہ نہ ہو۔ بلکہ اپنی قوم کا اکیلا سردار اور با اثر حکمران ہو۔ تاکہ اس شریعت کے احکام کی تنفیذ میں حکامِ بالا کی طرف سے روکاوٹیں پیدا نہ ہوں۔ خدا کی کمال حکمت نے جب تورات کا نزول مقدر فرمایا۔ تو اس وقت خدا نے سب سے پہلے فرعون اور اس کے لشکر کو سمندر کی موجوں میں ڈبو دیا۔ تاکہ فرعون شریعت موسوی کے احکام کی تنفیذ میں روکاوٹ پیدا نہ کرے۔ اسی طرح جب قرآن کا نزول ہوا۔ تو اس وقت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کسی بادشاہ کے ماتحت نہیں تھے۔ بلکہ آپؐ ہی اپنی قوم کے سردار اور اکیلے بادشاہ تھے۔ آپؐ ہر رنگ میں حدود اور قصاص کے احکام اپنی اُمت میں جاری فرما سکتے ہیں۔ لیکن جس زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام مبعوث ہوئے ہیں۔ اُس زمانہ میں آپ خود مختار اور اپنی قوم کے اکیلے سردار نہیں تھے بلکہ رومی گورنمنٹ کے زیر اثر تھے۔ اور اُن کے لئے رومن لا کے ماتحت چلنا ضروری تھا۔ ایسے حالات میں اگر حضرت مسیح علیہ السلام کو شریعتِ جدیدہ عطا ہوتی۔ تو اس کے احکام کے اجراء میں سلطنتِ روم کی طرف سے سخت مزاحمت پیش آتی۔ بات بات میں رومن لا کا لحاظ رکھنا پڑتا۔ اور نہ رکھنے میں حکومت سے مقابلہ کرنا پڑتا۔ اور یہ ایسی تکلیف تھی۔ جو مالا یطاق تھی۔ اس لئے خدا نے حضرت مسیح علیہ السلام اور اُن کے حواریوں کو شریعتِ موسویہ کے ماتحت رکھا۔ کیونکہ شریعت موسوی کے مطابق ملتِ یہود کے مقدمات کا فیصلہ ہونا گورنمنٹ رومی سے پاس ہو چکا تھا۔ مگر جدید شریعت کا بغیر اجتماعِ ملی پاس کرانا بالکل ناممکن امر تھا۔ پس حضرت مسیح علیہ السلام کا زمانہ جس میں انہوں نے رومی گورنمنٹ کے ماتحت اپنے دن گذارے۔ اس پر کھلا گواہ ہے۔ کہ انہیں کوئی جدید شریعت نہیں ملی تھی۔ مگر افسوس۔ ایسے بیّن شواہد کے باوجود ایک "معمار" کی یہ آواز ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام صاحب شریعت نبی تھے ؎

برایں عقل و دانش بباید گریست (باقی آئندہ)

(محمد یعقوب مولوی فاضل قادیان)

وصیت ۳۱۷۰

میں عبدالکریم ولد فتح الدین موچی پیشہ کفش دوزی عمر ۳۰ سال بیعت پیدائشی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۲۹ ۳۰ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت ایک کنال اراضی سکنی قیمتی ۱۱۰/- روپیہ ہے۔ اور ماہوار آمدنی قریباً ۱۵/- روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد:۔ عبدالکریم موصی دارالفضل۔ گواہ شد:۔ رحمت اللہ ساکن قادیان۔ گواہ شد:۔ محمد ابراہیم نشکانہ صاحب حلوارہ قادیان +

دیانندی مشن،

آریہ سماج کی موت

(۳)

دیکھو تمہاری حالت کیا کچھ دکھا رہی ہے
سیکھو تمہاری فطرت کیا کچھ سکھا رہی ہے

دیانندی منزوں کو جو بات دیانندی سدھانتوں سے حاصل ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے :۔

"اب ہم چوروں اور ڈاکوؤں سے زیادہ درجہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی زندگیوں کو صفات حسنہ اور فرض شناسی سے محروم کرتے چلے جا رہے ہیں۔ زمانہ گذشتہ کی عظمت و بزرگی اور عالی ظرفی کی جگہ آجکل ہمارے اندر کمینگی۔ رذالت گھر کرتی چلی جاتی ہے ہم میں تنزل یافتہ قوم کے آثار پائے جاتے ہیں۔ یعنی ہم خود پسند۔ جھگڑالو اور جاہل بن گئے ہیں۔ بھنورے کی طرح حریص۔ زر پرست۔ مکڑی کی طرح دوسروں کو تباہ کرنے والے اور اپنے مطلب کے موافق توڑ مروڑ کر ویدوں کا مطلب کرنے والے ہم لوگ پرماتما کی پرتھوی پر بوجھ ثابت ہو رہے ہیں۔ اور اپنے باپ اور استری گرموں پر پردہ ڈالنے کی نیت سے وید اقدس کے غلط حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ اندرون حالات ہندو ازم بے شمار گناہوں اور گھناؤنی برائیوں کا گھر بنا ہوا ہے۔ موجودہ افسوسناک حالت میں زندہ رہنے کی بجائے ہندو ازم شہاب ثاقب کی طرح صفحہ ہستی سے مٹ جائے موجودہ حالات میں یہ امر ذرہ بھی استعجاب انگیز نہیں ہے۔ یہ ہندوؤں کے خلاف ان کی اپنی کرتوتوں کے باعث ہی بربادی کا فتویٰ صادر کیا جا رہا ہے۔ اور اس بات میں بھی رتی بھر تعجب نہیں ہے۔ کہ وید سمندر میں ہزاروں فیدم گہرائی میں غرق ہو گئے ہیں۔ کیونکہ آج کل ہندو دھرم پر اس قسم کے لفنگوں کا قبضہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو رہا ہے۔ جو کہ ہندو دھرم کے نام پر تجارت کر رہے ہیں۔ اس لئے اس مذہب کو کتوں کی موت مر جانا چاہیئے کیونکہ یہ مذہب ایک لعنت اور انسانیت کے لئے موجب ننگ و عار ہے ۔ ۔ ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت ۳۲۰۵

میں عبدالحمید ولد شیخ عبدالرحیم صاحب پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال بیعت ۱۹۲۱ء ساکن دہلی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ ۱۲ر جنوری ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ماہوار آمد مبلغ ۷۹/- روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط ٭

العبد:۔ موصی عبدالحمید سیکرٹری تبلیغ دہلی کوارٹر ۴۵ لیک سکوائر نئی دہلی ٭

گواہ شد:۔ غلام حسین بقلم خود سیکرٹری انجمن احمدیہ دہلی ٭

گواہ شد:۔ عبدالمجید احمدی بی۔ اے۔ مولوی فاضل سیکرٹری تعلیم وتربیت دہلی ٭

وصیت ۳۲۰۶

میں محمد علی ولد ماسٹر قمرالدین صاحب مرحوم قوم نسیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن لدھیانہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ ۱۳ر جنوری ۱۹۳۰ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ ماہوار آمد مبلغ ۸۳/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط ٭

العبد:۔ موصی محمد علی بقلم خود ٭

گواہ شد:۔ غلام حسین سیکرٹری انجمن احمدیہ دہلی ٭

گواہ شد:۔ عبدالمجید احمدی بی۔ اے مولوی فاضل سیکرٹری تعلیم وتربیت دہلی ٭

وصیت ۳۲۰۷

میں سراج الدین ولد کھیون قوم آرائیں پیشہ زراعت وملازمت عمر ۲۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن پکیوال ضلع گورداسپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ ۱۲ر جنوری ۱۹۳۰ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت صرف ایک قطعہ زمین قیمتی ۱۰۰۰/- روپیہ واقعہ پکیوال ہے۔ اور ۵۰/- روپیہ ماہوار تنخواہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی نسبت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جاوے گا۔ فقط ٭

العبد:۔ سراج الدین بقلم خود ٭

گواہ شد:۔ غلام حسین بقلم خود سیکرٹری ابن احمدیہ دہلی ٭

گواہ شد:۔ برکت علی بقلم خود امیر جماعت احمدیہ شملہ ۱۲ر جنوری ۳۰ء

بہرے سننے لگے

(۲)

جو لوگ بہرہ پن۔ دماغ میں آوازیں یا زکام کے مریض ہوں۔ اور **اورل ہرب کمپاؤنڈ** کا استعمال نہایت ضروری ہے۔ اس پرانی طرز کی جڑی بوٹیوں سے مرکب دوا سے بے شمار ایسے مریضوں کو جو صمہ سے امراض بالا میں مبتلا تھے۔ اور جن میں سے اکثر کو ناقابل علاج سمجھا گیا تھا۔ کافی طور سے افاقہ ہوگیا ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ میں اکثر اوقات اپنے مریضوں کو **اورل ہرب کمپاؤنڈ** کا استعمال کراتا ہوں۔ اور ہمیشہ اس دوا کے نتائج کو اطمینان بخش پاتا ہوں۔ قیمت فی بکس صرف تین روپے۔ محصول ڈاک معاف۔ دوا کے متعلق مفصل لٹریچر مفت ٭ ملنے کا پتہ

(اورل میڈیکیشن کمپنی ۱۶۰ برک بیک روڈ بیکن ہیم انگلستان)

Aural Medications Co
160. Birkbeck Road
Beckenham
England.

طاقت کے انمول موتی

(۳)

اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ ارمانوں کا خون نہ ہو۔ دل میں امنگ ہو۔ دماغ میں مسرت ہو۔ طبیعت میں جوش ہو۔ چہرہ خوش رنگ ہو۔ معدہ مقوی ہو۔ جسم میں ولولے پیدا ہوں۔ گھر کا چراغ روشن ہو۔ تو آج ہی

کنگ آف ٹانکس

جو کہ سونا کستوری اور لیستھین جیسی کئی ایک ادویہ کا مرکب ہے۔ استعمال کریں۔ قیمت ۶۰ گولی سات روپے تیس گولی چار روپے بمعہ محصول ڈاک ٭

شربت فولاد

شربت فولاد:۔ جو کہ کچلا۔ سنکھیا اور دیگر بہت سی ادویہ کا ایک لذیذ اور خوشگوار شربت ہے ٭

شربت فولاد:۔ عورتوں کی خاص بیماریوں مثلاً عام کمزوری۔ رنگ کا زرد پڑ جانا اور ہسٹریا کے لئے ازحد مفید ہے ٭

شربت فولاد:۔ مرض اٹھرا کا بہت بڑا دشمن ہے ٭

شربت فولاد: ایام حمل میں استعمال کرنے سے بچہ تندرست اور مضبوط پیدا ہوتا ہے ٭

شربت فولاد: کے میٹھا ہونے سے ہر ایک عورت شوق سے استعمال کرتی ہے ٭

شربت فولاد کا ایک چھوٹا سا چمچہ دن میں تین مرتبہ بعد غذا استعمال کریں ٭

شربت فولاد کی ساٹھ خوراکوں کی قیمت صرف تین روپے محصول ڈاک ۸/- ٭

تیار کردہ

فیض عام میڈیکل ہال قادیان پنجاب

نوٹ:۔ فرمائش کے ساتھ اخبار کا حوالہ ضروری ہے ٭